لقد كان لكم فی رسول اللہ اسوة حسنة. (الاحزاب:۲۱)
ترجمہ: تحقیق تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔

تحفۂ ربیع الأوّل

احکام و مسائل کے آئینہ میں



تالیف
محمد سلمان الخیر نعیمی قاسمی
استاذِ عربی دار العلوم وقف شاہ بہلول سہارنپور، یوپی، الہند

شائع کردہ
لجنۃ العلماء
نعیمیہ لائبریری، بڈھا کھیڑہ، کاتلہ ضلع سہارنپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَآ اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰـكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا. (سورة الحشر:۷).

ترجمہ: اور رسول تمہیں جو دے اس کو لے لو، اور جس سے تمہیں روکے اس سے رک جاؤ۔

تحفۂ ربیع اوّل

ماہِ ربیع الاوّل کے احکام ومسائل، شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں

مرتب

محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری

خادم: دار العلوم وقف شاہ بہلول، سہارنپور، یوپی، انڈیا

ناشر

لجنة العلماء

نعیمیہ لائبریری، بڈھا کھیڑہ کاتلہ ضلع سہارنپور، یو۔پی، انڈیا



☆ اللہ جل جلالہ ☆ اللہ جل جلالہ ☆ اللہ جل جلالہ ☆ اللہ جل جلالہ ☆ اللہ جل جلالہ ☆ اللہ جل جلالہ

☆ تفصیلات ☆

کتاب کا نام: **تُحفۂ** ربیعِ اوّل

ربیع الاول کے فضائل اور احکام ومسائل قرآن وسنت کی روشنی میں

تالیف: **محمد سلمان الخیر نعیمی قاسمی**

خادم دارالعلوم وقف شاہ بہلول سہارنپور، یو پی، انڈیا

اشاعت: **محرم الحرام**: ۱۴۴۰ھ ☆ **نومبر**: ۲۰۱۸ء

ناشر: **لجنة العلماء**: نعیمیہ لائبریری، بڈھاکھیڑہ کاتلہ، ضلع سہارنپور، یو۔ پی، انڈیا

کمپوزنگ: حسّان نعیمی کمپیوٹر، خورشید منزل، نزد مسجدِ خانقاہ، بڈھاکھیڑہ کاتلہ، ضلع سہارنپور

﴾ضروری درخواست﴿

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے، بشری طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح، حوالہ جات وغیرہ میں بھرپور احتیاط برتی گئی ہے، پھر بھی بہ تقاضائے بشریت اگر کوئی فروگذاشت اور غلطی نظر آئے، تو از راہِ کرم مطلع فرما دیں، ان شاءاللہ آئندہ اس کی اصلاح کردی جائے گی اور ہم نشاندہی کے لیے بے حد شکر گزار رہوں گے۔

عرض گزار: خدام دارالمطالعة

(قاری) احمد نعیمی مظاہری، (ڈاکٹر) محمد ہارون انصاری، (مولوی) عبدالرحمٰن نعیمی، (مولوی) عبدالغفار نعیمی، (حافظ) محمد عزیز قریشی، (حافظ) محمد جاوید (بھائی) محمد طارق قریشی، (بھائی) وزیر احمد، (بھائی) شوکت ملک . برائے رابطہ, 9897243116,9837975806,9045514927,9027144448

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

☆...... مرکز علم وفن، از ہر ہند، ام المدارس، مادرِ علمی، دارالعلوم/دیوبند

مخزن اسرار وحکم مادرِ علمی جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

منبع علوم ومعارف مادرِ علمی دارالعلوم شاہ بہلول، سہارنپور کے نام

جن کے عالمی وآفاقی معیارِ تعلیم وتربیت، زعفران زار فضاؤں اور علمی واصلاحی مدنی ماحول میں رہ کر دینی تبلیغ اور علمی واصلاحی خدمت واشاعت کا ولولہ اور جذبۂ صادقہ وجود میں آیا۔

☆......مشفق ومربی محسن ومکرم والدین محترمین کے نام

اور

☆......اُن تمام اساتذۂ گرامی قدر کے نام جن کے سامنے احقر نے زانوئے تلمذ تہہ کیا، اور جن کی دینی، علمی، عملی، فکری، اصلاحی اور قلمی ذہن سازی اور پُر خلوص محبت ومحنت کے طفیل کسی درجہ علم دوستی اور کتب بینی کا ذوق وشوق عطا ہوا۔

جزاهم الله عني وعن هذا الدين أحسن الجزاء. آمين

تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جاؤں

اگر کچھ ہو سکے تو خدمتِ اسلام کر جاؤں

محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری..............غَفَرَ اللّٰهُ ذُنُوبَهُ وَسَتَرَ عُيُوبَهُ

نزیل حال جامعہ عربیہ احسن العلوم، بڈھاکھیڑہ کاتلہ، ضلع سہارنپور، یوپی، انڈیا

دُعائیہ کلمات

جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا قاری محمد **عاشق الٰہی** صاحب، زید مجدہم

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، ضلع سہارنپور، یو۔ پی، الہند

ماہ ربیع الاول اسلامی تاریخ وسن کے تیسرے مہینہ کا نام ہے، اس ماہ کے اندر اگرچہ کسی خاص شرعی حکم کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں ہے؛ لیکن آقائے نامدار جناب رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت اس میں ہونے کی وجہ سے اُمتِ مسلمہ میں اس کی بڑی اہمیت ہے اور ہونی بھی چاہیے کیونکہ یہ ماہ مطلع نورِ نبوت ہونے کے ساتھ مطلع ذاتِ نبوت بھی ہے؛ لیکن باتفاق یہی مہینہ غروبِ ذاتِ نبی ﷺ کا بھی ہے، اس لیے اُمتِ مرحومہ کے لیے اس ماہ میں خوشی وغمی ہر دو کی تازگی ہوتی ہے، انسان کو خوشی وغمی کے جب دو ایسے موقعے پیش آتے ہیں، تو عموماً وہ حدودِ شرعیہ سے تجاوز کر گزرتا ہے، حالانکہ دراصل وہی اس کے لیے آزمائش وامتحان کے لمحات ہوتے ہیں جن میں کامیابی یا ناکامی پر اس کی عافیت کا فیصلہ موقوف ہوتا ہے۔

عزیزم مولوی محمد سلمان الخیر نعیمی قاسمی سلمہٗ نے اس رسالے میں ٹھوس مواد جمع کر کے عامۃ المسلمین کو اسی طرف متوجہ کیا ہے کہ ولادت ووفاتِ نبوی ﷺ کی یاد میں ہمیں کیا نہج اختیار کرنا چاہئے اور کون سے قبیح اور بھونڈے طریقوں سے احتراز کرنا چاہئے، ماشاء اللہ عزیزم موصوف سلمہٗ نے جو یہ تحقیقی مقالہ پیش کیا ہے وہ لائق ستائش ہی نہیں؛ بلکہ لائق عمل بھی ہے، موصوف کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں اضافہ فرمائے اور اس رسالہ سے اُمت کو نفع پہنچائے۔ آمین.

العبد محمد عاشق الٰہی

خادم الحدیث جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، ضلع سہارنپور، ۲۷؍محرم الحرام: ۱۴۴۰ھ

تقریظ

مفسرِ قرآن حضرت اقدس مولانا **مفتی محمد نعیمی** صاحب مظاہری، زید مجدہم

استاذِ عربی ونائبِ صدر مفتی جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، ضلع سہارنپور، یو۔پی، الہند

الحمد للّٰہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللّٰہ، أمابعد:

فدوی نے غالباً مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ کی کتابوں میں سے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ اس اُمت کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ یہ برائیوں میں سے بھی بھلائیاں تلاش کرلیا کرتی تھی اور آج حال یہ ہے کہ بھلائیوں میں بھی برائیاں پیدا کردیتی ہے، ٹھیک اسی طرح آج نظارہ دیکھنے کو میں آرہا ہے، محرم جیسا محترم مہینہ ہو یا ربیع الاول جیسا موسمِ بہار، لوگوں نے ان کی جو بے حرمتی اور بے ادبی کی ہے، وہ اظہر من الشّمس ہے ،عزیزم مولوی قاری محمد سلمان فارسی نعیمی قاسمی سلمہٗ کا پیش نظر رسالہ ''تحفۂ ربیع الاول'' اس مہینہ کے فضائل اور اس میں انجام دیجانے والی رسوم ومنکرات کے سدِّ باب کے لیے ترتیب دیا گیا ہے ،دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کومزید علمی وعملی ترقیات سے سرفراز فرمائے اور دیگر رسائل کی طرح اس رسالہ کوبھی قبول عام عطا فرمائے ،اُمت کی صحیح رہنمائی کا ذریعہ اور ہم سب کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔آمین.

فدوی محمد نعیمی المظاہری

خادم دارالافتاء جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ

۲۹رمحرم الحرام ۱۴۴۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مؤلف

الحمد للّٰہ ربِّ العلمین ، والصَّلوۃ والسَّلام علی سیِّد الأنبیاء والمرسلین ، وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وأتباعہٖ أجمعین الی یوم الدین ،أمَّابعد:

ماہِ ربیعُ الاوّل،اسلامی ہجری تقویم (کیلنڈر) کےاعتبار سے یہ چاند کا تیسرا مہینہ ہے،اس مہینہ کی عظمت وفضیلت صاف طور پر تو قرآن حدیث میں کہیں بھی مذکور نہیں ،البتہ اصولی طور پر یہ بات اپنی جگہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ اس مہینہ میں ہمارے آقا ومولیٰ،،سرکارِ دوعالم،محسن کائنات ، امام الانبیاء والمرسلین،سید الکونین والثقلین ،خاتم الرسل والنبیین ،سید الشفعاء یوم الدین ،صاحب الغرالمحجلین ،صاحب القبر الاعظم ،النبی الصادق الامین الابر رحمتِ عالم عبدالمطلب کے پیارے،آمنہ کے دلارے،عبداللہ کے لبھاتے ،تاجدارِ حرمین حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ ،احمد مجتبیٰ ﷺ کی ولادتِ باسعادت ہوئی ،اس لیے اس مہینہ کو برکت اورفضیلت والامہینہ کہاجاتاہے اور یہ اس مہینہ کی ایک ایسی فضیلت ومنقبت ہے کہ جو بعض حیثیتوں سے دوسرے تمام مہینوں سے بڑھی ہوئی ہے،اورچونکہ ربیع کا معنی ،موسمِ بہار کے آتے ہیں،اورحضرت نبی اکرم ﷺ کی آمد پر کفر وشرک،ظلم وجفا کا جوموسم خزاں تھا،موسم سدابہار میں منتقل ہوا وہ بھی تاریخ عالم کا ایک قابل رشکِ ارم فاتحانہ کارنامہ اورکرشمۂ الٰہی ہے۔مگران تمام وجوہِ فضائل،اسبابِ مناقب کے باوجود ایک طبقہ نے اس ماہِ مبارک میں بھی بدعات وخرافات،بالخصوص ''عید میلاد النبی'' کے عنوان سے گستاخیِ رسول کی ایک ایسی مذموم جرأت کی

ہے کہ جس کے صدور کا تصور کم از کم ایک ادنیٰ مسلمان سے تو ہو ہی نہیں سکتا، کہ امام الانبیاء ﷺ کے یوم وصال پر خوشیاں منائی جائیں؛ بلکہ عید نما تہوار منایا جائے۔ **اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا.**

احقر نے اپنے بعض مخلص احباب کی پُر اصرار فرمائش پر اس ماہِ مبارک کے فضائل ومناقب اور اس میں ہونے والی بدعات وخرافات کے تعلق سے بھی چند اہم مہم باتیں مدلل ومحول جمع کرنے کی ادنیٰ سی کوشش کی ہے، اللہ پاک اس حقیر سی سعی کو بھی مقبول ومنظور فرما کر اپنے بندوں اور بندیوں کو اس سے منتفع فرمائے، اور میرے لیے، میرے اساتذہ ومشائخ اور والدین مکرمین کے لیے ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات ومغفرت بنائے، اور ہمیں ہر موڑ پر شریعت وسنت کے دامن سے وابستہ رہنے کی توفیق جزیل مرحمت فرمائے۔ آمین

یہاں اس حقیقت کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ اس رسالہ ''**تحفۂ ربیعُ الاوَّل**'' کے منظر عام پر لانے میں "**الخدمة، ویلفیئر سوسائٹی**"، محلّہ لنگی گران متصل قطب شیر، سہارنپور کا خصوصی تعاون رہا ہے، اللہ تعالیٰ کارکنان واراکین کو اپنی شایانِ شان بہترین جزاء دونوں جہانوں میں عطا فرمائے، اور قوم وملت، دین ومذہب کی خدمت واشاعت کی مزید توفیق سے مالا مال فرمائے۔ آمین **یارب العلمین.**

العبد الھندویل

محمد سلمان الخیر نعیمی سھارنپوری

خادم: دار العلوم وقف شاہ بہلول، سہارنپور، یو۔ پی، الہند

۳/ محرم الحرام ۱۴۴۰ھ........مطابق ۱۳/ ستمبر ۲۰۱۸ء بروز جمعہ

﷽

ربیع الاوّل اورولادتِ محمدیہ ﷺ کاراز

ماہِ ''ربیع الاول''اسلامی سال (کاچاند) کے اعتبار سے تیسرا مہینہ ہے،اور''ربیع الاول''کے معنی ہوتے ہیں''پہلاموسمِ بہار''،جس کامفہوم یہ ہوتاہے کہ''ربیع''کامہینہ موسمِ بہار،خوشگواراورسکون بخش ہوتاہے،پھول وپھل،کھیت وکھلیان کی ہریالی وشادابی اور بادِبہاری کامقدمہ اورتمہید ہوتاہے۔(مستفاد:القاموس المحیط:للفیروزآبادی،لسان العرب لابن المنظور:جلد،۸،تفسیر ابن کثیر:٢/٤٦٦)

علامہ حافظ علم الدین سخاوی علیہ الرحمہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب''**المشھور فی الأیام والشھور**''میں فرماتے ہیں کہ مختلف اغراض ومقاصد کے لیے سفرکرنے والے اہلِ عرب، (یہ)موسم بہار گذارنے کی نیت سے خصوصیت کے ساتھ اس مہینہ میں توضرورہی اپنے گھروں میں اقامت اختیارکرلیاکرتے تھے،اسی مناسبت سے اس کو''ماہِ ربیع''کانام دیاگیاہے،اس سلسلے میں اگرچہ اوربھی تحقیقات ہیں،مگرہمارے(مسلمانوں کے)نزدیک یہ اوراس طرح کی دیگرظاہری وعارضی بہاروں سے قطع نظرایک دوسری اورحقیقی بہارمراد ہے،اوروہ،وہ بہارہے کہ جس کی آمد سے گلزارِہستی میں رونق آگئی،عدالت اورشجاعت نے جس کامسکراکراستقبال کیا،صدق وامانت کی کرنیں جس کودیکھ کرجگمگانے لگیں،یہی نہیں؛ بلکہ فارس کاآتش کدہ بھی بجھ گیا،کسریٰ کاایوان ہی نہیں؛بلکہ روم کی عظمت،فلسطین کی شان ،مصرکی شوکت وجلالت اورعجم کی آن میں تزلزل(زلزلہ سا)آگیا،بت کدوں میں ماتم

شروع ہوگیا، لات وعزیٰ کی عزت خاک میں مل گئی، اتحادِ نصرانیت، اجتماعِ یہودیت بھی منتشر ہوگیا، طاغوتیت سرنگوں، قارونیت مغلوب اور مظلومیت معدوم ہونے لگی۔

یہ بہار کیسی بہار تھی؟ یہ بہار دو جہاں کے تاجدار، کون ومکاں کے سردار، لامکان کے سیاحِ بے مثال، مصدرِ حسن وجمال، مخزنِ کمالات، منبعِ تجلیات، مطلعِ انوار، یتیموں کے ماویٰ محتاجوں کے ملجاء، گردوں رکاب کے شہنشاہ، آمنہ کے دلارے، عبداللہ کے پیارے، عبدالمطلب کے لال حضرت امام الانبیاء جناب نبی کریم ﷺ کی آمد کی بہار ہے، کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے:

لهذا الشهر فی الاسلام فضل ومنقبة تفوق علی الشهور

ربیع فی ربیع فی ربیع ونور فوق نور فو ق نور

یعنی مذہبِ اسلام میں اس مہینہ کا ایک خاص مقام ہے، جو بعض حیثیتوں سے اس کو دوسرے تمام مہینوں سے ممتاز رکھے ہوئے ہے اور وہ امتیاز صرف اور صرف جانِ جاناں جناب رسول اللہ ﷺ کی پیدائش مبارک کا امتیاز ہے، جو بذاتِ خود بہار ہے اور پیدا بھی ربیع (یعنی بہار) ہی میں ہوا ہے؛ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ

صحنِ چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا وہ آگئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے

مگر یہ بہار کوئی وقتی اور عارضی بہار نہیں کہ جس کا ہنگامی اور بس وقتی تذکرہ ہمیں ہمارے فرض سے بری الذمہ کردے؛ بلکہ اس لازوال بہار کا معاملہ تو اب اس طرح ہے کہ

مکتبِ عشق کا انداز نرالا دیکھا اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

اب تو پوری زندگی اسی ذکرِ مبارک میں بسر کرنی ہوگی، ذرا سی غفلت بھی ناقابلِ معافی گناہ متصور ہوگا، یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے اس ذکر کے لیے جزوی اوقات وایام،

عید میلا د النبی کی محفلوں اور جلسے ،جلوسوں کی صورت میں مخصوص کر لیے ہیں اور ہمہ وقت بدعات وخرافات سے خالی ذکرِامام الانبیاء اوراتباعِ سنت کا انمول تحفہ اُن پر بہت ہی گراں گذرتا ہے، یاان کے دیگر جالی اورمن گھڑت پروگراموں مثلاً قوالی، گیارہویں، تیجا،نواں، چہلم یاایسی ہی دوسری بدعات وغیرہ میں مخل ہوتا ہے،ایسے بدعقیدہ اور بدعمل لوگوں کوعلماءِ اہل السنۃ والجماعۃ نےنصوص شرعیہ کی روشنی میں اہلِ ہویٰ اور بدعتی قرار دیا ہے۔

مؤمن کی شان یہ ہے کہ ہروقت ذکرِحبیبِ خدا (ﷺ) میں سرشار رہےاورآپ کی مبارک سنتوں کے اہتمام میں مشغول وشاداب رہے،حضراتِ صحابہٗ کرام ،تابعین عظام اورائمہٗ امت سب کا یہی طرہٗ امتیاز اور وطیرہٗ زندگی رہاہے۔رہے ربیع الاول میں مروجہ جلسےاورجلوس،ان کا تو شریعتِ اسلامیہ کی رو سے کہیں کوئی ثبوت ہی نہیں۔

اس مہینہ میں کوئی خاص عبادت ثابت نہیں:

بہت سے جاہل اور بدنامِ زمانہ لوگوں نے اس ماہِ مبارک میں بھی چند اعمال اپنے طور پرایسے گھڑ لیے ہیں کہ جن کا کوئی ثبوت قرآن وحدیث،زمانۂ خیرالقرون اور بہت بعد تک کے زمانہ میں نہیں ملتاہے،مثلاً اس مہینہ میں کچھ خاص نمازیں پڑھنا،خاص دعاؤں کا اہتمام کرنا،مختلف بدعات وخرافات پرمشتمل جلسےاورجلوس کرنا،خاص اس مہینہ میں پکوان پکانا، عید میلا دالنبی منانا،وغیرہ وغیرہ یہ سب ایسی چیزیں ہیں کہ جن کی کوئی اصل شریعتِ مطہرہ میں نہیں،لہٰذااس طرح کی چیزوں سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے،اس لیے کہ یہ سب بدعت کےقبیل سے ہیں،اوریادرہے کہ ہر بدعت (سیئہ) گمراہی ہے،اور ہرگمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔(**نعوذ باللّٰہ**)

ولادتِ امام الانبیاءﷺ کی ایک جھلک:

محبوب رب العالمین، شفیع المذنبین جناب رسول اللہﷺ کی آمد سے قبل مکہ والے سخت ترین قسم کی قحط سالی میں مبتلا تھے ،اور بڑی تنگی کے دور میں گرفتار تھے ،جب سید الاولین والآخرین ﷺ بطنِ مادر یعنی اپنی والدہ ماجدہ سیدہ حضرت آمنہ کے پیٹ مبارک میں تشریف لائے ،تو اتنی بارش ہوئی کہ سرزمین مکہ سرسبز وشاداب ہوگئی ،درختوں پر پتے اور پھل وپھول لہلہانے لگےاور ہر جگہ فراخی وکشادگی کی فضا قائم ہوگئی،تو عرب والوں نے اس سال کا نام ''سَنَةُ الْفَتْحِ وَالِابْتِهَاجِ''رکھا،یعنی خوشیوں اور کامیابیوں کا سال۔

آپﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب میں حاملہ ہوئی،تو میرے پاس فرشتوں کی ایک جماعت آئی اور کہنے لگی:اے آمنہ!تو اس اُمت کے سردار سے حاملہ ہوچکی ہے،یعنی تیرے پاک بطن میں جو حمل ہے،جو بچہ ہے وہ کل عالم کا سرداراور امام الانبیاء ہے۔

فرماتی ہیں کہ مجھے اپنے حاملہ ہونے کی خبر تک نہ ہوئی،نہ ہی کسی قسم کی تکلیف محسوس ہوئی، جیسا کہ عام عورتوں کو بوجھ محسوس ہوتا ہے،صرف اتنی بات تھی کہ مجھے حیض(ماہواری) آنا بند ہوگیا تھا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت آمنہ کو(حاملہ ہونے سے)بوجھ محسوس ہوا،ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ اولاً کچھ محسوس ہوا پھر بالکل بوجھ محسوس نہ ہوا۔(افاداتِ اکابر)

رحمۃ اللعالمینﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے مبارک پیٹ میں پورے نو(۹)مہینے رہے، اس دوران آپ کی والدہ کو کسی قسم کا درد اور تکلیف وشکایت محسوس نہ ہوئی،جیسا کہ عام طور پر عورتوں کو ایسی صورت میں تکلیفوں کا سامنا ہوتا ہے۔

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرمﷺ کی پیدائش کا وقت قریب آیا تو میں نے

ہرے رنگ کے پرندے دیکھے، جن کی چونچیں زُمرد کی اور پَر یاقوت کے تھے اور دیکھا کہ فضا میں کچھ آدمی کھڑے ہیں جن کے ہاتھوں میں چاندی کے لوٹے ہیں، اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجابات (پردے اور فاصلے) دور فرما دیے، میں نے تمام روئے زمین کو مشرق سے مغرب تک دیکھا، اور تین جھنڈے دیکھے کہ ایک کو مشرق میں اور ایک کو مغرب میں اور ایک کو کعبۂ معظّمہ کی چھت پر لگا دیا گیا، اتنے میں سید العالمین پیٹ سے باہر تشریف لے آئے، میں نے دیکھا کہ آپ (ﷺ) سجدے میں جھکے ہوئے ہیں اور اپنی انگلی ایک متضرع انسان (گڑگڑا کر اللہ سے مانگنے والے انسان) کی طرح اوپر اُٹھائی ہوئی ہے۔

ابھی تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ ایک سفید بادل نے آپ کو ڈھانپ لیا اور غائب کر دیا، صرف یہ آواز سننے میں آئی کہ انہیں زمین کے مشرق ومغرب کا دورہ کراؤ اور سمندروں میں لے جاؤ، تاکہ وہ آپ کے نام اور سیرت وصورت سے آشنا ہو سکیں، ساتھ ہی حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نورانی شعاع (کرن) نکلی، جس سے مشرق ومغرب روشن ہو گئے، آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت کسریٰ کے محل میں زلزلہ آیا اور اس کے محل کے چودہ (۱۴) کنگرے گر گئے اور شیطانوں اور جنوں کو آسمان تک جانے سے روک دیا گیا، آپ ﷺ ناف (سنڈی) کٹے ہوئے، مختون (ختنہ کیے ہوئے) اور آنکھوں میں قدرتی سرمہ لگائے ہوئے پیدا ہوئے۔

ربیع الاول آپ ﷺ کی ولادت اور وصال کا مہینہ:

اسی مہینہ میں حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اور اسی مہینہ میں آپ ﷺ کا وصال پر ملال ہوا، اور جمہور اہل علم کے نزدیک یہ بات متفق علیہ ہے کہ وہ ''ربیع الاوّل'' کا

مہینہ اور پیر کا دن تھا؛ لیکن تاریخوں کی تعیین میں کچھ اختلاف ہے، راجح قول وفات کے سلسلے میں بارہ (۱۲) ربیع الاول ہی ہے، جو عوام میں ''بارہ وفات'' سے مشہور ہے، اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ دے ان نادانوں کو جو اس مہینہ میں حضور اقدس ﷺ کے وصال کے دن عید میلاد النبی مناتے ہیں، باقی اس کی کچھ تفصیل ہم آگے مستقل عنوان کے تحت ذکر کریں گے۔ ان شاء اللّٰہ .

عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت:

یہ بات تو خوب واضح ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کی اجتماعی خوشی منانا، اور اس دن کو عید کا دن سمجھنا، عہدِ صحابہ وتابعین اور تبع تابعین میں اس کا کہیں ثبوت نہیں، حضراتِ صحابہ وتابعین اور ائمۂ مجتہدین کی زندگی میں یہ دن اور یہ تاریخ ومہینہ ایک مرتبہ نہیں؛ بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں مرتبہ آیا؛ مگر کسی نے بھی اس دن کوئی اجتماعی خوشی یا عید نہیں منائی، معلوم ہوا کہ یہ بدعت (سیئہ) ہے، جس کی کوئی اصل اسلام میں نہیں ہے، اسلام کی تعلیمات میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے احکام ومسائل، فضائل ومناقب تو موجود ہیں؛ مگر اس تیسری (خود ساختہ) عید کا کہیں ذکر تک بھی نہیں، مذہبِ اسلام میں تو صرف دو ہی عیدیں ہیں، اس عید کی مثال تو ایسی ہے کہ جیسے عیسائی قومیں ہر سال ۲۵؍ دسمبر کو کرسمس ڈے (کا جشن) مناتی ہیں، یہ جشن دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جشنِ ولادت ہے، اور حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے، جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا، اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔

باقی اس سلسلے میں مزید توضیح ہم آئندہ اوراق میں زیب قرطاس کریں گے۔

عید میلاد النبی کا بانی وموجد:

جب یہ گفتگو چل ہی رہی ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس ''عید میلاد النبی'' کے

بانی ومبانی کے سلسلے میں بھی یہاں کچھ اجمالاً عرض کر دیا جائے ،جس کی تفصیل بھی قارئین کرام آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

جب ہم تاریخ کی ورق گردانی کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ساتویں صدی ہجری میں ۶۲۵ھ یا ۶۳۰ھ میں سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ کا بہنوئی اور موصل کے قریبی شہر ''اربل'' کا گورنر ملک مظفر ابوسعید کوکبوری اس عید میلاد النبی کا موجد وبانی ہے، یہ فضول خرچ اور بداخلاق بادشاہ تھا،اور ناچ گانے کا بڑا دلدادہ تھا،اس کے زمانے کے (ایک کذاب،جھوٹی حدیثیں گھڑنے والا ، جسے معلوم تھا کہ بادشاہ موسیقی اور میلاد النبی کا دلدادہ ہے)ابوالخطاب بن دحیہ نامی شخص نے بادشاہ کو خوش کرنے کے لیے میلاد النبی پر ایک کتاب لکھی ،جس کا نام **"التنویر فی مولد البشیر النذیر"** ہے،جب کذاب مصنف نے اس کتاب کو شاہِ اربل پر پیش کیا ،تو اس نے ابن دحیہ کو ایک ہزار سونے کے دینار انعام میں دیے ،جو تین سو پچھتر (۳۷۵) تولہ سونا بنتا ہے؛ چنانچہ یہ گورنر بہت طمطراق اور فضول خرچی کے ساتھ سلطنت کے زور پر عید میلاد مناتا تھا اور ماشاء اللہ آج بھی اسی نسل کی ایک مخلوق ایسے جلسے وجلوس اور محفلیں اسی لیے قائم کرتی ہے،تاکہ کچھ پیٹ پوجا ہو جائے ،جیسا کہ یہ بات خوب مشاہد ہے اور پھر چلتے چلتے یہ عید میلاد النبی دیگر سینکڑوں بدعات اور بہت سی خرافات کا مجسمہ بن گئی ،جیسا کہ ہمارے زمانہ میں بھی اس کا مظاہرہ ومشاہدہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرمائے ، بدعات وخرافات سے کامل ومکمل طور پر بچنے کی توفیق ، غیرت ، ہمت اور طاقت نصیب فرمائے۔آمین.



ماہِ ''ربیع الاوّل'' کی عظمت وفضیلت

رَبِیعُ الأَوَّلُ: کا مہینہ اسلامی ہجری سال کا تیسرا مہینہ کہلاتا ہے،اس مہینہ کی فضیلت ومنقبت اگرچہ قرآن وسنت میں صاف وصریح طور پر کہیں مذکور نہیں،لیکن اصولی طور پر یہ بات اپنی جگہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اس مبارک مہینہ میں امام الانبیاء سرورِکونین حضرت محمد عربی ﷺ کی ولادتِ باسعادت ہوئی ہے،اس لیے اس مہینہ کو برکت اور فضیلت والا مہینہ کہا جاتا ہے اور یہ اس مہینہ کی ایک ایسی فضیلت ومنقبت ہے کہ جو بعض حیثیتوں سے دوسرے تمام مہینوں سے بڑھی ہوئی ہے،لہٰذا اس مہینہ کا خوب ادب واحترام اور تعظیم وتکریم کرنی چاہیے۔

ماہِ ربیع الاوّل اور ہمارا طرزِ عمل:

اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہمارے ہر ہر عمل(عقائد وعبادات،اخلاق ومعاملات اور معاشرت ومواخات)میں حضور اقدس ﷺ کی اتباع کا اہتمام کیا جائے ،اپنے عقائد واعمال کی اصلاح کی جائے،شرک وبدعات سے بچا جائے ہر قسم کے صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا جائے ،فرض نماز اور دیگر روزمرہ کی مختلف عبادات کی پابندی کی جائے اپنی معیشت ومعاشرت اسلامی تقاضوں اور اسلامی روایات کے سانچوں میں ڈھالی جائیں،ہر قسم کے نت نئے رسم ورواج ،نام ونمود اور نمائش اور اسراف وفضول خرچی سے بچا جائے ،آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ معاملات خصوصاً کاروباری معاملات میں حلال وحرام اور جائز وناجائز طریقوں میں فرق کیا جائے اور حرام وناجائز ؛ بلکہ مشتبہ ذرائع آمدنی سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کی جائے ،اپنے اندر حلم

وبردباری، صبر وشکر، عاجزی وانکساری، خشیت وللّٰہیت اور تقویٰ وطہارت وغیرہ جیسے عمدہ اور اچھے اخلاق پیدا کیے جائیں اور غرور تکبر، بغض وحسد، ریا کاری وبدکاری، گالم گلوچ، ہیرا پھیری اور غیبت وجھوٹ وغیرہ سے اپنے آپ کو حتی المقدور دور رکھا جائے۔

غرضیکہ اپنے ظاہر وباطن اور اپنے اندر اور باہر کو حضور اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے مطابق مکمل طور پر ڈھالا جائے، اپنی طرف سے اس مہینہ یا اس مہینے کی کسی تاریخ کے لیے کوئی ایسا مخصوص عمل ایجاد نہ کیا جائے کہ جس کا قرآن وسنت سے کوئی ثبوت نہ ملتا ہو، نیز آئندہ کے لیے نیک اعمال کو بجالانے کا عزمِ مصمم اور پختہ عہد کیا جائے اور گناہوں سے بچنے کے لیے سچی اور پکی توبہ دل سے کی جائے۔

دراصل نبی کریم ﷺ کی اتباع کا تعلق آپ ﷺ کے افعال واعمال سے ہے اور اطاعت کا تعلق آپ ﷺ کے احکامات وارشادات سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اتباع واطاعت کا حکم دے کر آپ کے جملہ اقوال وافعال کو حتمی طور حجت اور واجب العمل قرار دیا ہے؛ چنانچہ قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو“۔(سورۃُ الانفال)

اس سے واضح ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے بغیر آپ ﷺ پر ایمان لانا قرآن پاک کے نزدیک حقیقت میں آپ ﷺ پر ایمان لانا ہی نہیں ہے۔(ترجمان السُّنّة : ۱/ ۱۵۰)

نبی کریم ﷺ کی اطاعت کے بغیر صرف زبانی محبت کافی نہیں:

بلاشبہ رسول اکرم ﷺ پر دل وجان سے فدا ہوجانا اور آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات سے صحیح معنوں میں عشق اور محبت کرنا ہمارے ایمان کا جزوِ لاینفک ہے، اس لیے آپ ﷺ کے مبارک

طریقوں اور سنتوں کا ایسا اتباع کرنا چاہیے کہ جس سے آپ ﷺ کی عظمت وتقدیس پھوٹتی ہو، آپ ﷺ کے عشق ومحبت میں اضافہ ہوتا ہو، ایسا اتباع اور ایسی خوشامد نہیں کرنی چاہیے جیسا کہ آج کل کے عام دنیا دار حکام وغیرہ کا طوعاً وکرھاً اتباع اور ان کی خوشامد وخایہ برداری کی جاتی ہے؛ بلکہ نبی پاک ﷺ کی عظمت ومحبت اور آپ ﷺ سے عقیدت اس قدر دل میں ہونی چاہیے کہ اس کی برکت سے آپ ﷺ کی بتلائی ہوئی نورانی تعلیمات پر انسان اپنے آپ کو چلنے کے لیے بہر حال مجبور کر سکے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ وہ میرے ساتھ اپنے والد اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت نہ کرے۔ (صحیح البخاری)

اور محبت کی خاصیت یہ ہے کہ جس کو کسی سے محبت ہوتی ہے، وہ اس کا کثرت سے ذکر خیر کیا کرتا ہے اور مؤمنوں کو اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ سے محبت کا حکم ہے؛ لہٰذا اللہ اور اس کے رسول کا ذکر خیر کرنا بھی عشق ومحبت کی دلیل ہوا، پس اگر حضور اقدس ﷺ سے محبت ہوگی، تو آپ ﷺ کا ذکر خیر بھی ہوگا اور آپ سے محبت کرنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے، اسی لیے آپ ﷺ کا ذکر خیر ایک اعلیٰ ترین عبادت؛ بلکہ ایمان کی حقیقی روح ہے۔

الغرض ربیع الاوّل کا مہینہ اس لحاظ سے انتہائی اہمیت وافادیت کا مہینہ ہے کہ اس میں آقائے دو جہاں، سرورِ دو عالم ﷺ دنیا میں تشریف لائے، اس لیے اس مہینہ کو ایسے طریقے سے گزارنے کا اہتمام کرنا چاہیے کہ اس کا یہ قدرتی حسن کسی بھی طرح ماند نہ پڑ جائے۔

چنانچہ نیک عبادات واعمال میں اضافہ کیا جائے اور برے کاموں اور گناہوں سے اپنے

آپ کو بچایا جائے ،آپ ﷺ کی مبارک سنتوں اور طریقوں پر عمل پیرا ہوا جائے اور بدعات ورسومات اور فواحش ومنکرات سے اجتناب کیا جائے ،حضور اقدس ﷺ کا کثرت سے ذکر خیر کیا جائے ،آپ ﷺ کی خدمت میں درود وسلام کے گراں قدر تحفے تحائف بھیجے جائیں،آپ ﷺ کے اخلاق وکردار،اعمال وافعال کو اپنی زندگی کا حصہ بنایا جائے ،غیروں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے اپنے آپ کو دور رکھا جائے ،اس مہینہ میں اسراف وفضول خرچی کرنے کے بجائے یتیموں ،بیواؤں ،غریبوں اور بے سہارا لوگوں پر خرچ کیا جائے ،بے پردگی و بدنظری کرنے کے بجائے اپنی نظروں کو پاک اور صاف رکھا جائے ،گانے بجانے اور موسیقی سننے کے بجائے اپنے کانوں کو قرآن مجید کی تلاوت اور حضور نبی کریم ﷺ کے مبارک ذکر سے بہرہ ور کرایا جائے ،نیز اس مہینہ میں فرض نمازوں سمیت دیگر روزمرہ کی واجبی ونفلی عبادات کو ضائع کرنے کے بجائے اپنے آپ کو مسجد اور منبر ومحراب کا عادی بنایا جائے کہ یہی حضور اقدس ﷺ کی نورانی تعلیمات کا نچوڑ ہے،اوراسی میں اقوامِ عالم کی کامیابیوں اور کامرانیوں کا راز مضمر ہے۔

دُعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں کو حرزِ جان بنانے کی توفیق اور ہمت وغیرت عطا فرمائے۔آمین

يَا رَبِّ ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ



☆......☆......☆

رسول اللہ ﷺ کی تاریخ ولادت، تحقیق وترجیح

بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ محققین کے نزدیک آپ ﷺ نو(۹) ربیع الاوّل کی ابتداء میں پیدا ہوئے، جو شمسی لحاظ سے ۲۰/اپریل ۵۷۱ء کا دن تھا، تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ ''ربیع'' میں پیدا ہوئے اور موسمِ ربیع، ایشیاء میں اپریل کے مہینہ میں آتا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ اپریل کا مہینہ تھا، کسی شاعر نے آپ کا ''ربیع'' میں ہونا یوں بیان کیا ہے:

یقول لنا لسان الحال منه　　　　وقول الحق یعذب للسمیع

فوجھی والزمان وشھر وضعی　　　　ربیع فی ربیع فی ربیع

(شرح الزرقانی علی المواھب: ۲۵۷/۱،سبل الھدیٰ والرشاد: ۳۳٤/۱)

تحقیق تاریخِ ولادت:

سال: یہ بات مسلّم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل میں ہوئی تھی، اس پر سب ہی مؤرخین وسیرت نگار متفق ہیں۔

حافظ الدین والدنیا علامہ ابن کثیر دمشقی علیہ الرحمہ (۷۷٤ھ) فرماتے ہیں: **قال ابن اسحاق: وکان مولد ﷺ عام الفیل، وھذا ھو المشھور عند الجمھور۔**(البدایہ والنہایہ: ۳۲۱/۲)

علامہ عبدالرحمٰن ابن الجوزی علیہ الرحمہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں: **واتفقوا علی أن رسول الله ﷺ ولد یوم الاثنین فی شھر ربیع الاول عام الفیل۔**

(صفة الصفوة: ۵۱/۱،الروض الانف: ۲۷٦/۱)

واقعۂ اصحاب الفیل کے کتنے دنوں بعد آپ ﷺ کی ولادت ہوئی؟اس بارے میں متعدد اقوال ہیں؛مگر مشہور قول پچاس (۵۰) دن کا ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں: **ولد عام الفیل ....فقیل:بعده بشهر.....وقیل : بخمسین یوما ،وهو اشهر**۔(البدایه والنهایه:۲/ ۳۲۱)

مهینه :اس سلسلہ میں علامہ قسطلانی علیہ الرحمہ(م۹۲۳ھ) نے چھ اقوال نقل فرمائے ہیں:(۱) محرم (۲) صفر (۳) ربیع الاول (۴) ربیع الآخر (۵) رجب (۶) رمضان ؛مگر جمہور کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت ماہِ ربیع الاول میں ہوئی۔

حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: **ثم الجمهور علی انه کان فی شهر ربیع الأوَّل**۔(البدایه والنهایه:۲/ ۳۲۰)

ابھی ابن الجوزیؒ کی عبارت اوپر گذری،اس میں بھی ربیع الاول کی تعیین پر اتفاق نقل کیا گیا ہے۔

مشہور محقق عالم بلادِ عرب کے انور شاہِ ثانی شیخ محمد زاہد الکوثری علیہ الرحمہ (م۱۳۷۱ھ) نے تاریخ ولادت پر اچھی تحقیق فرمائی ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور مہینہ کا قول علمائے ناقدین کے نزدیک سبقتِ قلم کے قبیل سے ہے:

وقد اتفق جمهرة النقلة علی ان مولده کان عام الفیل ، وانه کان یوم الاثنین ،وان شهر مولده هو شهر ربیع الاول ،وذکر شهر سواه لمولده .علیه السلام.لیس الا من قبیل سبق القلم عند النقاد۔(مقالات الکوثری:۴۰۵)

دن: اس بات پر بھی اصحابِ سیر وتاریخ کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت پیر کے دن ہوئی۔

وفی الحدیث:وسئل رسول الله .ﷺ.عن یوم الاثنین ؟قال:ذاک یوم

ولدت فيه ،ويوم بعثت.(صحيح المسلم،رقم:١١٦٢،باب استحباب ثلاثة ايام من كل شهر)

وقال ابن كثير .رحمه اللّٰه .: وهذا مالاخلاف فيه أنه ولد ﷺ.يوم الاثنين .(البدايه و النهايه:٣١٩/٢)

تاریخ: ماہِ ربیع الاول کی کونسی تاریخ میں آپ ﷺ کی پیدائش ہوئی تھی؟اس کے متعلق بعض علماء کا کہنا ہے کہ ربیع الاول میں پیر کے دن ہوئی؛مگر تاریخ کا تعین نہ ہوسکا؛جب کہ جمہور فرماتے ہیں کہ تاریخ متعین ہے۔پھر وہ کونسی تاریخ تھی؟

علامہ قسطلانی علیہ الرحمہ نے اس سلسلہ میں کل سات اقوال نقل فرمائے ہیں:(۱)ربیع الاول کی دوسری(۲)آٹھویں(۳)دسویں(۴)بارہویں(۵)سترہویں(٦)اٹھارہویں(۷)بائیسویں۔

(المواهب اللدنية:١٤٠/١_١٤٢)

علامہ کوثری علی الرحمہ فرماتے ہیں کہ:(۱) آٹھویں تاریخ ختم ہونے کے بعد یعنی نویں تاریخ(۲)دسویں تاریخ(۳)بارہویں تاریخ۔ان تین اقوال کے علاوہ دیگر چار اقوال؛مستند اور قوی ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے قابلِ التفات نہیں۔تو اب کل بحث کا محور انہی تین روایات میں سے راجح کی ترجیح ہے۔

دسویں تاریخ کی روایت:

اس روایت کو حافظ ابن سعد علیہ الرحمہ (م۱٦۸ھ) نے محمد باقر علیہ الرحمہ (م۱۱۴ھ) کی طرف منسوب کیا ہے؛لیکن اس کی سند میں تین روات متکلم فیہ ہیں،اس لیے دس تاریخ والی روایت قابل ترجیح نہیں ہے۔اس روایت کی طرف شیخ محمد زاہد الکوثری علیہ الرحمہ نے اشارہ فرمایاہے۔وہ روایت طبقاتِ ابن سعد سے نقل کی جاتی ہے:

قال ابن سعد:أنا محمد بن عمرو بن واقد الاسلمی قال :ثنی ابوبکر بن اللّٰه

بن أبي سبرة عن اسحاق بن عبد اللّٰه بن ابی فروة عن ابی جعفر محمد بن علی (ویعرف بمحمد الباقر)قال:ولد رسول اللّٰه .صلی اللہ علیہ وسلم .لعشر خلون من شهر ربیع الاول ......،فبین الفیل وبین مولد النبی .صلی اللہ علیہ وسلم.خمس وخمسون لیلة.

(الطبقات الکبری لابن سعد: ۱۰۰/۱،ذکر مولدرسول اللّٰہ ۔صلی اللہ علیہ وسلم۔)

بارھویں تاریخ کی روایت:

اس قول کومحمد بن اسحاق (م۱۵۱ھ) نےنقل کیا ہے؛مگراس کی کوئی سندنہیں بیان کی،اگرچہ یہ قول سب سے زیادہ مشہور ہےاوراہل مکہ کی مجالس مولودپُرانے زمانے سےاسی تاریخ میں ہوتی رہی ہیں،نیز دنیا بھر میں محافلِ مولوداور جلسےاسی دن کیے جاتے ہیں؛مگرروایت سےاس دن ولادت ہونے کا ثبوت نہیں،ملاحظہ فرمائیں:مستدرکِ امام حاکم (م۴۰۵ھ) میں ہے:

اخبرنا ابوالحسن محمَّد بن احمد بن شبویه بمرو،ثنا جعفر بن محمد النیسابوری ،ثنا علی بن مهران ،ثنا سلمة بن الفضل عن محمد بن اسحاق قال:ولد رسول اللّٰه .صلی اللہ علیہ وسلم .لاثنتی عشرة لیلة مضت من شهر ربیع الاول.

(المستدرك على الصحيحين ،رقم:۴۱۸۳)

یہ روایت بھی سندِ متصل نہ ہونے کی وجہ سے قابلِ التفات نہیں اوراس کا حال بھی ان روایات کی طرح ہےجن کی سندنہ ہو۔

نویں تاریخ کا قول:

عقلاً اورنقلاًاس بات کوترجیح حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت آٹھویں تاریخ کے ختم پر نویں تاریخ کوہوئی۔

روایتاً: (۱)علامہ ابوعمروابن عبدالبر علیہ الرحمہ (م۴۶۳ھ) نے اس بارے میں اختلاف نقل کرتے ہوئے اس قول کوسب سے پہلے ذکر کیا ہے۔

قال ابو عمرو :وقد قيل:لثمان خلون منه ،وقيل ....،وقيل......۔

(الاستيعاب لابن عبدالبر: ۱/ ۳۰)

(۲)حافظ عماد الدین ابن کثیر علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: **وقيل:لثمان خلون منه ،حكاه الحميدى عن ابن حزم .ورواه مالك وعقيل ويونس بن يزيد وغيره عن الزهرى عن محمد بن جبير بن مطعم ،ونقل ابن عبدالبر عن أصحاب التاريخ أنهم صححوه ،وقطع به الحافظ الكبير محمد بن موسى الخوارزمى ،ورجحه الحافظ ابو الخطاب بن دحية فى كتابه "التنوير في مولد البشير النذير".**

(البدايه والنهايه: ۲/ ۳۲۰)

(۳)حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی علیہ الرحمہ (م۱۳۸۲ھ) تحریر فرماتے ہیں: عوام میں تو مشہور قول یہ ہے کہ ۱۲/ربیع الاول تھی، اور بعض کمزور روایات اس کی پشت پر ہیں، اور اکثر علماء آٹھ (۸) ربیع الاول کہتے ہیں؛ لیکن صحیح اور مستند قول یہ ہے کہ ۹/ربیع الاول تاریخ ولادت ہے، اور مشاہیر علمائے تاریخ اور حدیث، اور جلیل المرتبت ائمۂ دین اسی تاریخ کو صحیح اور اثبت کہتے ہیں؛ چنانچہ حمیدی، عقیل، یونس بن یزید، ابن عبد اللہ، ابن حزم، محمد بن موسیٰ خوارزمی، ابوالخطاب ابن دحیہ، ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن کثیر، ابن حجر عسقلانی، شیخ بدرالدین عینی (**رحمهم الله**) جیسے مقتدر علماء کی یہی رائے ہے۔(قصص القرآن: ٤/ ٢٥٣)

(۴)علامہ سید سلیمان ندوی علیہ الرحمہ نے بھی نو (۹) تاریخ کو ولادت ہونا راجح قرار

دیا ہے۔(رحمۃ اللعٰلمین: ۱/ ۳۸۔۳۹)

درایتاً رعقلاً :

(۱) محمد بن موسیٰ خوارزمی (م ۲۳۵ھ) فلکیات کے بہت بڑے امام ہیں، ان کا حوالہ ابھی اوپر کی عبارت میں ذکر کیا گیا۔

(۲) فن ریاضی کے بہت بڑے عالم علامہ محمود پاشا فلکی مصری (م ۱۳۰۲ھ) نے فرانسیسی زبان میں **"تقویمُ العرب قبل الاسلام"** کے موضوع پر ایک بے مثال کتاب تالیف فرمائی ہے اور علامہ احمد ذکی پاشا (م ۱۳۵۳ھ) نے اس کا عربی میں ترجمہ کیا ہے، جس کا نام **"نتائج الافھام فی تقویم العرب قبل الاسلام وفی تحقیق مولد النبی وعمرہ علیہ الصلوۃ والسلام"** ہے۔اس کتاب میں مشرق اور مغرب کے کئی ایک فلکی ماہرین کے اقوال کو مدنظر رکھ کر کی گئی تحقیق سے بھی نو (۹) تاریخ ہونا واضح ہوتا ہے۔(نتائج الأفھام: ۲۸۔۳۵)

ان کی بیان کردہ وجوہات میں سے ایک وجہ کچھ اس طرح ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں سنہ ۱۰ھ ماہِ شوال المکرّم کی آخری تاریخ کو سورج گہن ہوا تھا، اُسی دن آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تھا۔

چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ (م ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

یوم مات ابراھیم یعنی ابن النبی ﷺ. وقد ذکر جمھور أھل السیر أنه مات فی السنة العاشرة من الھجرة ،فقیل:...والاکثر علی انھا وقعت فی عاشر الشھر۔(فتح الباری شرح الجامع الصحیح للبخاری: ۲/ ۵۲۹)

اس حساب سے اگر پیچھے شمار کیا جائے، تو ربیع الاول کی نویں تاریخ کو آپ ﷺ کی ولادت

بابرکت ہونا ثابت ہوگا،اس لیے کہ پیر کا دن یومِ پیدائش ہونا تو متفق علیہ ہے،اور وہ عام الفیل کے ربیع الاول نو(۹) تاریخ ہی کو آتا ہے۔علامہ محمود پاشا لکھتے ہیں:

وقد اتفقوا جميعا على ان الولادة كانت في يوم الاثنين ،وحيث انه لايوجد بين الثامن والثاني عشر من هذا الشهر يوم اثنين سوى اليوم التاسع منه ،فلايمكن ان نعتبر يوم الولادة خلاف هذااليوم . (تقويمُ العرب قبل الاسلام)

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

محمود پاشا فلکی نے (جو قسطنطنیہ کا مشہور ہیئت داں اور منجم گذرا ہے) ہیئت کے مطابق جو زائچہ اس غرض سے مرتب کیا تھا کہ محمد ﷺ کے زمانے سے اپنے زمانے تک کے کسوف اور خسوف کا صحیح حساب معلوم کرے، پوری تحقیق کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ سن ولادت باسعادت میں کسی حساب سے بھی دوشنبہ (پیر) کا دن ۱۲/ربیع الاول کو نہیں آتا؛ بلکہ نو(۹) ربیع الاول ہی کو آتا ہے،اس لیے بلحاظِ قوت وصحتِ روایات اور باعتبارِ حسابِ ہیئت ونجوم ولادتِ مبارکہ کی مستند تاریخ نو(۹) ربیع الاول ہے۔(قصص القرآن:٤/٢٥٣)

(۳) مذکورہ بالا کتاب "**نتائج الافهام في تقويم العرب قبل الاسلام وفي تحقيق مولد النبي وعمره عليه الصلوة والسلام**" کے ایک ایڈیشن پر اپنے زمانے کے عظیم ونامور مؤرخ وادیب شیخ علی طنطاوی (م۱۴۲۰ھ) نے مقدمہ لکھا ہے،جس میں آپ نے نو(۹) ربیع الاول کو ولادتِ باسعادت کا دن قرار دینے پر مؤلفِ کتاب کی پرزور تائید فرمائی ہے۔

(مقدمات الطنطاوی:٨٣)

(۴) محدثِ عظیم ومحقق بے نظیر شیخ احمد شاکر (احمد بن محمد بن عبدالقادر،م۱۳۷۷ھ) نے بھی

شیخ محمود پاشا فلکی کی تحقیق کو اختیار کر کے اس سے کسوفِ شمس کی تعیین میں مدد لی ہے۔

(حاشية الشيخ احمد شاكر على "المحلى بالآثار"٥/١١٤-١١٥ لابن حزم الظاهرى م٤٥٦ھ)

(۵) سعودی عرب کے ایک محقق و ماہر فلکیات عالم عبداللہ بن محمد بن ابراہیم (م۱۴۱۶ھ) اپنی کتاب "تقویم الأزمان" میں تحریر فرماتے ہیں:

وقد ثبت بمالايحتمل الشک من النقل الصحيح أن ولادته صلى الله عليه وسلم. كانت فى ٢٠/نيسان ابريل سنة ٥٧١ عام الفيل ....فبالامكان معرفة يوم ولادته ويوم وفاته بالدقة ....وعلى هذا فتكون ولادته صلى الله عليه وسلم.يوم الاثنين الموافق ٩/ربيع الاول سنة ۵۳ قبل الهجرة ويوافق ٢٠/نيسان ابريل سنة ٥٧١ء نقلا وحسابا . (تقويم الأزمان لارشاد ذوى الالباب لمعرفة مبادئ السنين والشهور من طريق الحساب:١٤٣،الطبعة الاولى)

اور بھی متعدد عرب و عجم علماء اور محققین حضرات نے اس بات ہی کی صراحت کی ہے کہ یوم ولادتِ باسعادت نو (۹) ربیع الاول ہی راجح ہے، نقلاً بھی اور عقلاً بھی۔

وقت:

کتبِ سیرت میں اس بات کی صراحت ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت صبح صادق کے وقت ہوئی، اور مکہ مکرمہ میں ۲۰/اپریل کو (۴:۳۹) پر صبح صادق ہوتی ہے، اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ ۹/ربیع الاول عام الفیل۔ ۲۰/اپریل ۵۷۱ء بروز پیر، بوقت صبح تقریباً ۴/بجکر ۴۰/منٹ پر اس دنیا میں تشریف لائے۔

خلاصہ:

مذکورہ بالا تفصیلات کا حاصل یہ ہے کہ نقلاً وعقلاً آپ ﷺ کی ولادت کی معتمد تاریخ نو (۹)

ربیع الاول ہے۔

ویتلخص من ھذا ان سیدنامحمد .ﷺ.ولد یوم الاثنین ۹/من ربیع الاول،الموافق العشرین من ابریل سنة ۵۷۱مسیحیة ،فاحرص علی ھذا التحقیق ،ولاتکن أثیراً للتقلید ۔(نتائج الافھام فی تقویم العرب قبل الاسلام :۵۳)

مکانِ ولادت:

جمہور کے نزدیک مکہ مکرمہ میں ولادت ہوئی ،پھر جگہ کی تعیین میں تین اقوال ہیں۔مشہور قول یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت شعبِ بنی ہاشم میں ہوئی۔یہ مشہور جگہ ہے اور چند سال پہلے تک لوگ اس کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے،،مگر چند سال پہلے سعودی حکومت نے اسے بند کر دیا اور اس کی جگہ مکتبہ بنا دیا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد: ۳۳۸/۱،تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس : ۱۹۸/۱)

واللہ تعالی أعلم وعلمه أتم وأحکم

أَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلانَامُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ

وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا



☆......☆......☆

رحمۃُ اللعالمین ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے استفادہ کے دوطریقے

امام الانبیاء جناب نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے استفادہ کے دوطریقے ہیں:

(۱)......ایک یہ کہ آپ ﷺ کی ایک ایک ادااور ایک ایک سنت پر اس طرح عمل کیا جائے کہ ہر اُمتی کی صورت وسیرت، چال ڈھال، رفتار وگفتار اور اخلاق وکردار آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا مرقّع بن جائیں، اور دیکھنے والے کو نظر آئے کہ یہ سرکارِ دو عالم، تاجدارِ مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا سچا پیروکار اور سنتِ نبوی ﷺ کا واقعی عاشق ہے۔

(۲)......دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جہاں بھی موقع ملے آنحضرت ﷺ کے ذکرِ خیر سے ہر مجلس ومحفل کو معمور ومعطر کیا جائے، آپ ﷺ کے فضائل وکمالات اور آپ ﷺ کی سنتوں اور اعمال واخلاق کا تذکرہ کیا جائے۔

سلف صالحین: صحابہ وتابعین اور ائمہ ٔ ہدیٰ ان دونوں طریقوں پر عامل تھے، وہ آنحضرت ﷺ کی ایک ایک سنت کو اپنے عمل سے زندہ کرتے تھے، اور ہر محفل ومجلس میں آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا تذکرہ کرتے تھے، یہی عاشقانِ رسول تھے، جن کے دم سے آنحضرت ﷺ کی سیرتِ طیبہ صرف اوراقِ کتب کی زینت نہ رہی؛ بلکہ جیتی جاگتی زندگی بن گئی اور اس کی بوئے عنبریں نے مشامِ عالم کو معطر کردیا، صحابہ ٔ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظامؒ بہت سے ایسے ممالک میں پہنچے، جہاں کی زبان نہیں جانتے تھے؛ مگر ان کی شکل وصورت، اخلاق وکردار اور اعمال ومعاملات کو دیکھ کر علاقوں کے علاقے اسلام کے حلقہ بگوش اور جمالِ محمدی کے غلام بے دام بن گئے۔

مگر جوں جوں زمانۂ نبوت سے بعد ہوتا گیا، جذبۂ اطاعت کم ہوتا گیا، یہاں تک کہ وہ بس ایک وقتی جذبہ ہوکر رہ گیا، سیزن پر عبادت واطاعت کر لی، پھر چھٹی منالی..... اسی طرح سیرتِ طیبہ کا معاملہ بھی ہوگیا کہ زندگیوں میں اس کا نمود بھی کم ہوگیا، اور ہر مجلس ومحفل میں اس کا تذکرہ بھی ختم ہوگیا، بس ربیع الاول کا مہینہ آیا، تو کچھ الٹا سیدھا مولود پڑھ لیا، پھر بھولے سے بھی تذکرہ نہیں کیا۔

محفل میلاد کی تاریخی حیثیت

اب لوگ میلاد کے نام پر جو محفلیں سجاتے ہیں، اسلاف کے زمانہ میں ان کا کہیں نام ونشان نہیں تھا، محفل میلاد کا آغاز سب سے پہلے ۶۰۴ھ میں سلطان ابوسعید مظفر الدین صاحبِ اربل نے کیا، اور ابولخطاب عمر بن دحیہ نے اس کی تائید میں موادفراہم کیا، اور اس کے صلہ میں سلطان ابوسعید نے ابوالخطاب کو خطیر رقم دی، اس بادشاہ کے بارے میں علامہ ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

كَانَ يُنْفِقُ كُلَّ سَنَةٍ عَلٰى مَوْلِدِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ ثَلَاثِ مِائَةِ اَلْفٍ. (دول الاسلام: ۱۰۳/۲)

ترجمہ: وہ ہر سال نبی کریم ﷺ کی میلاد پر تقریباً تین لاکھ کی رقم خرچ کرتا تھا۔

اور ابولخطاب عمر بن دحیہ کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكَانَ ظَاهِرِيَ الْمَذْهَبِ كَثِيْرَ الْوَقِيْعَةِ فِي الْاَئِمَّةِ وَفِي السَّلَفِ مِنَ الْعُلَمَاءِ خَبِيْثَ اللِّسَانِ اَحْمَقَ شَدِيْدَ الْكِبْرِ قَلِيْلَ النَّظْرِ فِيْ اُمُوْرِ الدِّيْنِ مُتَهَاوِنًا. (لسان المیزان: ۲۹۶/٤)

ترجمہ: وہ ظاہری یعنی غیر مقلد تھا، ائمۂ دین اور سلفِ صالحین کی شان میں بہت زیادہ گستاخی کرنے والا، گندی زبان والا، بے وقوف، بڑا متکبر، دینی باتوں کی بہت کم سوجھ بوجھ رکھنے والا، اور ان میں سستی کرنے والا تھا۔

الغرض یہ ہیں وہ دو شخص جنہوں نے میلاد کی رسم ایجاد کی تھی اور اس میں تین باتوں کا خاص لحاظ رکھا تھا: (۱) ماہِ ربیع الاول کی تاریخ کا تعین۔ (۲) علماء وصلحاء کا اجتماع۔ (۳) اور اختتامِ محفل پر اطعامِ طعام کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کی روح پُر فتوح کو ایصالِ ثواب......ان خودساختہ قیودات کی بنا پر اس وقت کے علماء میں سے علامہ فاکہانی رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء نے اس میں شرکت کرنے سے عذر کیا، اور اسے بدعتِ ضلالہ قرار دیا، اور دوسرے علماء نے سلطان کی ہمنوائی کی، اور ان قیودات کو مباح سمجھ کر اس کے جواز واستحسان کا فتویٰ دیا۔

مگر آگے چل کر یہ محفل صرف علماء اور صلحاء کے اجتماع تک محدود نہ رہی؛ بلکہ عوام کے دائرے میں آکر ان کی نئی نئی اختراعات کا معجونِ مرکب بن گئی، اور اب اس زمانہ میں ''عید میلاد النبیؐ'' کی جو صورت رائج ہے، وہی ''میلادِ مروجہ'' کہلاتا ہے۔

میلادِ مروجہ:

میلادِ مروجہ کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو حاضر وناظر جان کر آپ ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے من گھڑت واقعات اور جھوٹے قصے بیان کرنا، اور جب آپ ﷺ کی ولادتِ مبارکہ کا تذکرہ آئے تو تمام حاضرینِ مجلس کا کھڑے ہو کر ولادت کے تذکرہ کو سننا، ولادتِ مبارکہ کا سوانگ بنانا، بے ریش اور خوش الحان لڑکوں کا غزل خوانی کرنا، عورتوں کا بن سنور کر شریکِ محفل ہونا، ضرورت سے زیادہ محفل کو سجانا، اختتامِ محفل پر

شیرنی تقسیم کرنا ،فخر موجودات سید الکونین تاجدارِ مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعریف و توصیف میں حد سے زیادہ غلو کرنا ،محفل میلاد میں شریک ہونے کو فرائض وواجبات سے زیادہ اہم اور باعثِ برکت سمجھنا اور شریک نہ ہونے والوں کو برا بھلا کہنا ،نماز جیسی اہم عبادت کے فوت ہونے کی پرواہ نہ کرنا ،معاصی سے اجتناب نہ کرنا،اور یہ سمجھنا کہ آنخضرت ﷺ محفل میلاد میں بہ نفس نفیس تشریف لاتے ہیں اور کچھ عرصے سے تو عید میلاد النبی کے موقع پر آنخضرت ﷺ کے روضۂ اطہر اور بیت اللہ شریف کی شبیہ بنائی جاتی ہے،اور جگہ جگہ بڑے بڑے چوکوں میں سوانگ بنا کر رکھے جاتے ہیں،لوگ اس سے تبرک حاصل کرتے ہیں اور بیت اللہ کی خودساختہ شبیہ کا طواف بھی کرتے ہیں۔

میلادِ مروجہ کا حکم:

میلادِ مروجہ تمام علمائے اہل سنت والجماعت کے نزدیک حرام اور بدعت ہے، علامہ ابن الحاج مالکیؒ اپنی مایہ ناز کتاب ''مدخل''میں ارقام فرماتے ہیں:

وَمِنْ جُـمْـلَةِ مَـا اَحْدَثُوْهُ مِنَ الْبِدَعِ ....مَعَ اِعْتِقَادِهِمْ اَنَّ ذٰلِکَ مِنْ اَکْبَرِ الْعِبَـادَاتِ وَاِظْهَـارِ الشَّعَائِرِ ......مَایَفْعَلُوْنَهٗ فِیْ شَهْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ مِنَ الْمَوْلِدِ وَقَدْ اِحْتَوٰی عَلٰی بِدَعٍ وَمُحَرَّمَاتٍ جَمَّةٍ. (مدخل:۲/۲)

ترجمہ:من جملہ ان بدعتوں کے جن کو لوگوں نے ایجاد کیا ہے ....یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ وہ سب عبادتوں سے بڑی عبادت اور شعائر اسلام کا اظہار ہے ..وہ جشنِ میلاد ہے،جس کو لوگ ربیع الاول کے مہینہ میں مناتے ہیں؛ حالانکہ وہ جشن میلاد بہت سی بدعتوں اور حرام باتوں پر مشتمل ہے۔

اور قاضی شہاب الدین دولت آبادیؒ اپنے فتاویٰ ''تحفۃ القضاۃ'' میں لکھتے ہیں:

سُئِلَ الْقَاضِیُ عَنْ مَجْلِسِ الْمَوْلِدِ الشَّرِیْفِ ،قَالَ: لَایَنْعَقِدُ، لِاَنَّهٗ مُحْدَثٌ وَ كُلُّ مُحْدَثٍ ضَلاَلَةٌ وَ كُلُّ ضَلاَلَةٍ فِی النَّارِ ،وَمَایَفْعَلُوْنَ مِنَ الْجُهَّالِ عَلٰی رَأْسِ كُلِّ حَوْلٍ فِیْ شَهْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ لَیْسَ بِشَیْءٍ ، وَیَقُوْمُوْنَ عِنْدَ ذِكْرِ مَوْلِدِهٖ .ﷺ.وَیَزْعُمُوْنَ اَنَّ رُوْحَهٗ .ﷺ.یَجِیْءُ وَحَاضِرٌ فَزَعْمُهُمْ بَاطِلٌ، بَلْ هٰذَا الْاِعْتِقَادُ شِرْكٌ وَقَدْ مَنَعَ الْاَئِمَّةُ الْاَرْبَعَةُ عَنْ مِثْلِ هٰذَا.

(الجنة لاهل السنة :۲۰۲)

ترجمہ: قاضی سے محفل میلاد کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ محفل میلاد کا انعقاد صحیح نہیں ہے؛ اس لیے کہ یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں (لے جانے والی) ہے، اور مسلمان ہر سال ربیع الاول کے مہینہ میں جو (محفل میلاد منعقد) کرتے ہیں، اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے، اور آپ ﷺ کی ولادتِ مبارکہ کے تذکرہ کے وقت لوگ کھڑے ہوتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی مبارک روح آتی ہے اور حاضر ہے، ان کا یہ سمجھنا باطل ہے؛ بلکہ ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے، اور چاروں اماموں نے ایسا عقیدہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

ایصالِ ثواب کے لیے ربیع الاوّل کی تعیین بدعت ہے:

یہاں یہ بھی جان لینا چاہیے کہ کھانا پکا کر فقراء و مساکین کو کھلانا اور اس کا ثواب آنحضرت ﷺ کو پہنچانا جائز ہے؛ مگر حضور اکرم ﷺ کی روح پرفتوح کو ثواب پہنچانے کے لیے ربیع الاول کی تعیین کرنا بدعت ہے، فتاویٰ عزیزی میں ہے:

کہ انسان اپنے کام میں مختار ہے، اس کو حق ہے کہ اپنا ثواب باایمان بزرگوں کو بخش دے؛ لیکن اس کام کے لیے وقت اور دن کی تعیین کرنا اور کوئی مہینہ مقرر کرنا بدعت ہے۔

(فتاویٰ عزیزی ،فارسی:۹۷)

قیامِ میلادی کا حکم:

اسی طرح ولادتِ مبارکہ کے تذکرے کے وقت تمام حاضرین مجلس کا کھڑا ہونا بھی بدعت ہے، خادمِ رسول سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانُوْا اِذَارَأَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَايَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهٖ لِذٰلِكَ.

(جامع الترمذی،مشکوٰۃ المصابیح:۴۰۳ باب القیام)

ترجمہ: صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک آنحضرت ﷺ سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا، اس کے باوجود صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ ﷺ کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے؛ اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ کو کھڑے ہونے سے ناگواری ہوتی تھی۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور اکرم ﷺ کو دیکھ کر بھی کھڑے نہیں ہوتے تھے، تو ہمارے لیے محض اس خیالِ باطل کی بنیاد پر کہ آنحضرت ﷺ محفلِ میلاد میں تشریف لاتے ہیں کھڑا ہونا کیوں کر روا ہوسکتا ہے؟ سیرتِ شامی میں ہے:

جَرَتْ عَادَةُ كَثِيْرٍ مِنَ الْمُحِبِّيْنَ اِذَا سَمِعُوْا ذِكْرَ وَضْعِهٖ ﷺ. اَنْ يَقُوْمُوْا تَعْظِيْمًا لَهٗ ﷺ. وَهٰذَا الْقِيَامُ بِدْعَةٌ لَا اَصْلَ لَهَا. (الجنة لاهل السنة :۲۰۳)

ترجمہ: بہت سے محبین کی عادت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ذکرِ ولادت سن کر آپ ﷺ کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہوجاتے ہیں؛ حالانکہ یہ قیام (کھڑا ہونا) بدعت ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

شوقِ مدینۃ النبی ﷺ

تمنا ہے کہ گلزارِ مدینہ اب وطن ہوتا — وہاں کے گلشنوں میں کوئی اپنا بھی چمن ہوتا
بسر اب زندگی اپنی دیارِ قدس میں ہوتی — وہیں جینا وہیں مرنا وہیں گور وکفن ہوتا
میسر بال و پر ہوتے تو میں اڑ کر پہنچ جاتا — زہے قسمت کہ اپنا آشیاں ان کا چمن ہوتا
نمازوں میں انہیں کے در پہ کرتا میں جبیں سائی — تلاوت کا ترنم اور جنت کا چمن ہوتا
مقدر سے رسائی ان کے در تک کاش ہوجاتی — متاعِ جاں نثارِ روضۂ شاہِ زمن ہوتا
سبھی کچھ ہے مگر جب وہ نہیں تو کچھ نہیں حاصل — جہاں میں ہوں وہیں اے کاش وہ جلوہ فگن ہوتا
خدا شاہد ہے ہم سارے جہاں پر حکمراں ہوتے — رسولِ پاک کی سنت اگر اپنا چلن ہوتا
تمنا ہے کہ کٹتی عمر، ان کے آستانے پر — عنایت جلوہ گر ہوتی کرم سایہ فگن ہوتا
خوشا قسمت کہ ہوتا کوچۂ محبوب میں مسکن — انہیں کی راہ میں قربان اپنا جان وتن ہوتا
یہی ہے آرزو ثاقبؔ یہی اپنی تمنا ہے — کہ پیوندِ بقیع پاک اپنا بھی بدن ہوتا

بدعات وخرافات کی قباحت:

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ.** (صحيح البخاري، رقم:٢٦٩٧، صحيح المسلم، رقم:١٧١٨) ترجمہ: جس کسی نے ہمارے اس دین میں کوئی

ایسی بات ایجاد کی، (پیدا کی) جو اس میں نہیں ہے، تو اس کی وہ بات (یا وہ شخص) مردود ہے۔

اس دنیا سے رسول اللہ ﷺ کے پردہ فرما جانے کے بعد آپ ﷺ کی لائی ہوئی اللہ کی کتاب ''قرآن مجید'' اور آپ کی تعلیمات و ہدایات جن کا معروف و مشہور نام و عنوان ''سنت'' ہے، اس دنیا میں ہدایت کا مرکز و سرچشمہ اور گویا آپ کی مقدس شخصیت کے قائم مقام ہیں، اور اُمت کی صلاح و فلاح ان کی پیروی و پابندی سے وابستہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں اُمت کو مختلف عنوانات و انداز سے ہدایت و آگاہی دی ہے اور بدعات و خرافات ،غلط رسوم و رواج سے اجتناب کی تاکید فرمائی ہے ،امم سابقہ (گزشتہ اُمتیں) اسی لیے گمراہ ہوئیں کہ انہوں نے محدثات و بدعات اور خاندانہ و برادرانہ اور معاشرانہ رسوم و رواج ہی کو اپنا دین بنالیا تھا؛ چنانچہ بدعات و خرافات ،محدثات و مخترعات کے باب میں حضرت امام الانبیاء والمرسلین جناب نبی کریم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی قدر بنیادی حیثیت رکھتا ہے، اس میں اُن محدثات اور نو ایجاد باتوں کو (خواہ وہ اعمال کے قبیل سے ہوں یا عقائد کے قبیل سے) قابلِ رد اور مردود قرار دیا گیا ہے، جو دین میں ایجاد کی جائیں اور ان کو دینی امر یعنی رضائے الٰہی اور ثوابِ اُخروی کا وسیلہ سمجھ کر اپنایا جائے ،جبکہ فی الواقع اُن کی یہ حیثیت نہ ہو، نہ اللہ و رسول کی طرف سے صراحتً یا اشارۃً ان کو حکم دیا گیا ہو ،نہ شرعی اجتہاد و استحسان اور قواعدِ شریعت پر ان کی بنیاد ہو، حدیث پاک کے لفظ'' **فی امرنا هذا** '' اور ''**ما لیس منه**'' کا مفاد اور مطلب یہی ہے ،پس دنیا کی وہ ساری ایجادات اور وہ تمام نئی چیزیں جن کو امر دینی اور وسیلۂ رضائے الٰہی و ثوابِ اُخروی نہیں سمجھا جاتا ،اِس حدیث شریف کا اُن سے کوئی تعلق نہیں ہے اور شرعی اصطلاح کے لحاظ سے ان کو بدعت نہیں کہا جائے گا۔ جیسے نت نئی قسم کے کھانے ،نئے طرز کے

لباس، جدید طرز کے مکانات اور سفر کے نئے ترقی یافتہ ذرائع کا استعمال کرنا۔ اور رہیں وہ رسوم ورواج اور ایجادات وخرافات جن کو دینی امر سمجھا جائے اور ان سے ثواب کی اُمید کی جائے اور اس حدیث پاک کا مصداق، قابلِ رد، مردود ومذموم اور بدعت ہیں۔ خوشی اور غمی کے سلسلہ کی زیادہ تر رسوم اسی قبیل سے ہیں، جیسے تیجہ، دسواں، بیسواں، برسی، ہر جمعرات کو مُردوں کی فاتحہ،، بڑے پیر صاحب کی گیارہویں اور بارہویں، چھوٹے پیر صاحب کی تیرہویں، بزرگوں کی قبروں پر چادر، پھول وغیرہ چڑھانا اور عرس وعید میلا دالنبی اور ان کے میلے ٹھیلے، ان سب کو دینی امر اور جزوِ شریعتِ مطہرہ سمجھا جاتا ہے اور ثوابِ آخرت کی ان سے امید رکھی جاتی ہے۔ اس لیے یہ سب ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ عفیفہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کردہ حدیث پاک کا مصداق اور مردود بدعات وخرافات اور محدثات ومخترعات ہیں۔

پھر ان عملی بدعات سے زیادہ مہلک اور خطرناک وہ بدعات ہیں، جو عقائد کے قبیل سے ہیں، جیسے رسول اللہ ﷺ اور بزرگانِ دین واولیاء کرام کو عالم الغیب، مشکل کشا اور حاضر وناظر سمجھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ دور دراز سے پکارنے والوں کی فریاد وپکار کو سنتے ہیں اور ان کی مدد وحاجت روائی کرتے ہیں، یہ عقیدہ بدعت ہونے کے ساتھ ساتھ شرک بھی ہے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اور اس کی کتابِ پاک قرآن مجید کا اعلان ہے کہ اس جرم کے مجرم اللہ تعالیٰ کی مغفرت وبخشش سے قطعی محروم اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَایَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ. (سورۃ النساء:۱۱٦)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ شرک کرنے والے کو کبھی معاف نہیں فرمائیں گے اور اس کے علاوہ دیگر گناہوں کے مرتکب کو معاف کر دیں گے (بخشش دیں گے)۔

سیرتِ محمدی (ﷺ) میں موجودہ مسائل کا حل

رسول اللہ ﷺ کی سیرت دراصل تمام مسلمانوں کے لیے روشنی کا بلند اور عظیم الشان مینارہ ہے، جس کے ذریعہ وہ جاہلیت، غفلت اور گمراہی کی تاریکیوں کے ماحول سے رشد وہدایت اور عزت وسرفرازی کے وسیع میدان میں پہنچ سکتے ہیں اور ایک کشادہ شاہراہ پر گامزن ہوسکتے ہیں، آج بھی اگر مسلمان اپنی کمزوری، بے بسی اور غلامی کے اسباب تلاش کریں اور اپنی ذلت ورسوائی اور مسکنت نیز آپسی انتشار واختلاف اور پسماندگی کا راز معلوم کرنا چاہیں، تو ان تمام چیزوں کا بنیادی سبب اور اصل راز رسول اللہ ﷺ کے قائم کردہ نشانِ راہ سے انحراف اختیار کرنے میں مضمر (پوشیدہ) نظر آئے گا، جسے آپ واضح اور تابناک بنا کر اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے تھے، مسلمان آج بھی اپنی اور اپنی ملت کی کمزوری کے اسباب تلاش کرسکتا ہے وہ اگر غور سے اس کا جائزہ لے تو اس کو یہ کمزوریاں اپنے کردار، اپنی سیرت اور طرزِ زندگی میں مخصوص طور پر نظر آئیں گے، جو اس کے نزدیک پسندیدہ اور محبوب ہیں، اور اس کو اصل الاصول کی حیثیت سے اپنائے ہوئے ہے، یہ طرزِ زندگی اور رَوِش سیرت نبوی سے مختلف اور بسا اوقات متضاد اور متعارض بھی ہے، اس کردار کا رسول اللہ ﷺ کے کردار سے کوئی تعلق نہیں، وہ کردارِ نبوت جس کا خاکہ آپ نے قولی وعملی حیثیت سے اپنی زندگی میں پیش کیا ہے۔

کیا نبی کریم ﷺ نے سنجیدہ اور ٹھوس لہجے میں ببانگِ دہل یہ اعلان نہیں فرمادیا: ''تم میں کا کوئی شخص اس وقت تک حقیقی اور کامل مؤمن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ اس کی تمام

خواہشات میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہوجائیں‘‘۔(مشکوۃ شریف)

ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ’’تم میں سے کوئی بھی کامل مؤمن قرار نہیں دیا جائے گا، جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی چیز نہ پسند کرنے لگے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے‘‘۔(ایضاً)

ان دونوں حدیثوں میں غور وفکر کرنے سے مندرجہ ذیل سوالوں کا تشفی بخش جواب مل جاتا ہے:

(۱) ہم ایمان ویقین کے اعتبار سے کمزور کیوں ہیں، جبکہ ہمارے دشمن ہر اعتبار سے طاقت ور ہیں۔

(۲) ہم زوال وانحطاط اور پسماندگی کا شکار کیوں ہیں، جبکہ وہ ہم سے زیادہ ترقی یافتہ اور کارزارحیات میں آگے ہیں۔

(۳) ہم نصرت اور تائید خداوندی سے کیوں محروم ہیں۔

(۴) ہم لایعنی، فضول اور اپنی شان سے کم تر چیزوں میں کیوں مصروف ہیں۔

(۵) ہم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن کیوں بنے ہوئے ہیں، جبکہ دشمنانِ اسلام محبت والفت اور باہمی تعاون کے اصول پر عمل پیرا ہیں۔

اور اسی طرح کے بے شمار سوالات کا انتہائی بہتر اور اطمینان بخش جواب ان دونوں حدیثوں میں موجود ہے، کیا ایسا نہیں ہے کہ مسلمان ہوا پرستی میں مشغول، خواہشاتِ نفس کے سامنے سرنگوں ہیں، اور اس حقیقت کو یا تو یکسر بھول گئے ہیں، یا نسیان کا مظاہرہ کررہے ہیں، حقیقت یہی ہے کہ مسلمان اپنی پرانی روش پر باقی نہ رہے، جو پاک طینتی

، پاک بازی، احتیاط، تقویٰ، خدااور رسولِ خدا سے سچی محبت، ایمانِ کامل اور حقیقتِ ایثار وقربانی سے عبارت ہے؛ بلکہ حق بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جو سیرت پیش کی اور جس کے ذریعہ لوگوں کو ہلاکت وبربادی کے گڑھے سے، جس کی طرف بڑی بے تابی اور برق رفتاری سے بڑھ رہے تھے، نکال کر روشنی کے کشادہ پُرامن راستے پر لا کھڑا کیا، مسلمانوں نے اس سیرت سے بے توجہی برتی اور غیروں نے اس کے بڑے حصے کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا، مسلمانوں کی ذلت اور رسوائی، شکستگی اور بلندی کے بجائے پستی، متاعِ عزت وشرف کے بجائے اسبابِ شقاوت، بے بہا دولت کے بدلے حقیر اور معمولی چیزوں کو اختیار کر لینے کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوسکتی ہے؟ کیا مسلمان اپنی تمام خواہشات کو حضور اکرم ﷺ کے لائے ہوئے دین کے تابع کیے بغیر عزت وسربلندی اور سرخ روئی حاصل کرنا چاہتے ہیں، کیا وہ جذبۂ ایثار وقربانی کے بغیر قوموں میں قبول عام حاصل کرنے کی آرزو رکھتے ہیں، کیا وہ فتح ونصرت کی توقع رکھتے ہیں، جبکہ وہ دشمنانِ اسلام کی غلامی میں مشغول اور ظلم وزیادتی کرنے والوں کی ہم نوائی میں مصروف ہیں؟ کیا وہ رحمتِ الٰہی کے مستحق ہوسکتے ہیں، جبکہ وہ غیروں کے لطف وکرم کی امید میں سراپا انتظار بنے ہوئے ہیں؟ کیا مسلمان زندگی کے مختلف شعبوں میں اسلامی تعلیمات کو ازسرنو نافذ نہیں کریں گے؟ کیا وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو پھر سے اپنے سینے سے لگا کر اپنا رہنما ومقتدیٰ اور تاریک زندگی کے لیے شمع ہدایت قرار دیکر اپنی پوری زندگی اور سارے معاشرے میں اس کو عملی جامہ نہیں پہنائیں گے؟ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ بلاکم وکاست اپنی پوری جامعیت وکمال کے ساتھ ہماری نگاہوں کے سامنے ہے، لہٰذا ازسرنو اور بہ اندازِ نو اس کا مطالعہ کرنا ضروری ہے اور اس کی روشنی

میں زندگی گزارنے کا شوق انتہائی لازمی امر ہے۔

حضراتِ صحابہٴ کرام اور تابعین عظام کی پوری زندگی مکمل طور پر ہمارے سامنے ہے، جنہوں نے سیرتِ نبوی کو حرزِ جان بنایا، اور ہر حال میں اس کی پیروی کی، ہمیں ان کی زندگیوں میں غور وفکر کی ضرورت ہے، تاکہ اس ذخیرہٴ نایاب میں کوئی جوہر آپ اور ہم کو دستیاب ہوجائے اور ہماری زندگی کا نقشہ یکسر بدل جائے اور تاریخ کا رُخ یک لخت مڑ جائے اور وہ اپنی نئی اسلامی تاریخ کے آغاز کا پیش خیمہ ثابت ہو، ذرا سنئے! نبی کریم ﷺ کس قدر پرزور و پرشور انداز سے خطاب فرماہیں اور ہمیں ایک اصول کی تلقین فرمارہے ہیں:

''اے لوگو! میری سنت اور توفیق یافتہ خلفائے راشدین کے طریقہٴ حیات کو سینے سے لگاؤ اور اس پر مضبوطی سے کاربند ہوجاؤ''۔

دعاء بھی فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح اسلامی سمجھ نصیب فرمائے۔ آمین.

يَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِم



☆......☆......☆

﴾امام الانبیاء ﷺ کی حیاتِ طیبہ ومبارکہ ایک نظر میں﴿

اس ماہِ "**ربیع الاوّل**" کی مناسبت سے سرکارِ دوعالم، سرورِ کونین جناب رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ پر بھی ایک طائرانہ نظر ڈال لینا، اور اس کا مختصر سا خاکہ آپ حضرات کے سامنے پیش کر دینا، یقیناً بڑی سعادت کی بات اور ذریعۂ نجات ہوگا؛ مگر اس صنیع سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ ذکرِ حبیبِ خدا ﷺ محض اسی ماہِ مبارک کے ساتھ خاص ہے، جیسا کہ بعض نادانِ زمانہ نے ایسا سمجھ لیا ہے، یہ ذکرِ خیر البشر ﷺ تو الحمد للہ پورے سال ہماری تقاریر وتحاریر، مجالس ومحافل زبان وبیان اور قلوب میں اوروں سے زیادہ خون کی طرح دوڑتا رہتا ہے، اور ہم اس میں اشتغال واشتغاف کو اپنی پوری زندگی کا قیمتی سرمایہ، فخر ومفخر اور جزوِ اعظم سمجھتے ہیں اور گویا ہم اس کو عقیدہ کے درجے میں مانتے ہیں، **فالحمد للّٰہ علی ذلک.**

یہاں مقصود اس مختصر ذکرِ پاک سے، اُس جزوِ ایمان میں تازگی وتابندگی پیدا کرنا ہے۔

ہم اپنی اس کتاب "**تحفۂ ربیع الاول**" کو خیر البشر حضرت سرورِ کونین شافعِ محشر ﷺ کی حیاتِ طیبہ ومبارکہ کی کچھ مختصر جھلکیوں پر ختم کرنا باعثِ سعادت سمجھتے ہیں؛ تاکہ حقیقی محبِّ رسول ﷺ کے لیے مرہمِ رحمت واُلفت اور سامانِ تسلی وتشفی مہیا ہو، اور ہم بہ آسانی اس سے استفادہ کر کے اس کو حفظ کرنے کی کوشش کر سکیں۔

﴾حضرت نبی اکرم ﷺ کی ولادتِ باسعادت﴿

۲۲/اپریل واقعہ اصحابِ فیل کے ۵۰ یا ۵۵ دن بعد، یا ۲۰ یا ۲۱/اپریل ۵۷۱ء بمطابق ۹/ ربیع الاوّل موسمِ بہار میں پیر کے دن صبح چار (۴) بجکر بیس (۲۰) منٹ پر مکہ مکرمہ میں سردارِ انبیاء محمد

بن عبداللہ بن عبدالمطلب ﷺ کی ولادتِ باسعادت ہاشمی خاندان کے قبیلہ قریش میں ہوئی۔

﴿۴ / یا ۵ / میلادالنبی ﷺ﴾

اپنی والدہ ماجدہ سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اور پھر ثویبہ کا دودھ نوش فرمانے کے بعد، یہ خدمت بابرکت حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے حصہ میں آئی، قبیلہ بنوسعد میں ہی قیام کے دوران عمر مبارک کے چوتھے یا پانچویں سال آپ ﷺ کے ساتھ شقِ صدر (سینہ مبارک چاک کیے جانے) کا پہلا واقعہ پیش آیا۔

﴿۶ / میلادالنبی ﷺ﴾

۶ / سال کی عمر میں والدہ محترمہ بی بی آمنہ بنت وہب انتقال کر گئیں، ان کے بعد دادا عبدالمطلب اور پھر ان کے بعد چچا ابوطالب آپ کے سرپرست و کفیل ہوئے۔

﴿۱۶ / میلادالنبی ﷺ﴾

حلف الفضول، نامی ایک اصلاحی معاہدہ میں آپ نے شرکت فرمائی، شرفِ نبوت ورسالت سے مشرف ہونے کے بعد آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں عبداللہ بن جدعان کے مکان پر ایک ایسے معاہدہ میں شریک ہوا کہ مجھے اس کے عوض سرخ اونٹ بھی پسند نہ تھے، اگر مجھے اس کے لیے دورِ اسلام میں بلایا جاتا، تو اسے قبول کرتا۔

نوٹ: آپ ﷺ مظلومین کی امداد کی کمیٹی ”حلف الفضول“ کے سرگرم رُکن رہے۔

﴿۲۵ / میلادالنبی ﷺ﴾

۲۵ / سال کی عمر میں آپ ﷺ کا حضرت خدیجہؓ بنت خویلد سے نکاح ہوا، خطبہ نکاح چچا ابوطالب نے پڑھا، جس میں اللہ کی حمد وثناء، آپ کے فضل اور شرف کے ذکر کے

ساتھ ایجاب وقبول کے بعد مہر بیان کیا۔

﴿۳۵ ؍میلاد النبی ﷺ﴾

۳۵ ؍سال کی عمر میں بیت اللہ شریف کی تعمیر کے دوران حجرِ اسود کی اجتماعی تنصیب کے حکیمانہ فیصلہ نے شہر مکہ کو خانہ جنگی سے بچایا، چالیس سال، چھ مہینہ، بارہ دن کی عمر میں ۱۰؍اگست ۶۱۰ء بمطابق ۲۱ ؍رمضان المبارک بروز پیر حضرت جبرئیل علیہ السلام، غارِ حراء میں وحی لے کر تشریف لائے۔

﴿سنہ ۶ ؍نبوی﴾

ابوجہل نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ (نعوذ باللہ)

﴿سنہ ۷ ؍نبوی﴾

۴۷ ؍سال کی عمر میں شعبِ ابی طالب میں قید و بند کی آزمائش شروع ہوئی۔

﴿سنہ ۱۰ ؍نبوی﴾

شعبِ ابی طالب کی اسیری (قید و بند کی زندگی) ختم ہوئی، سردار ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوا، حضرت سودہؓ بنت زمعہ سے آپ ﷺ کا نکاح ہوا، نیز سفر طائف اختیار فرمایا۔

﴿سنہ ۱۱ ؍نبوی﴾

مدینہ منورہ کے پہلے چھ خوش نصیب افراد ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے، اور حضرت عائشہ صدیقہؓ بنت حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے عقدِ نکاح ہوا۔

﴿سنہ ۱۲ ؍نبوی﴾

شق صدر کا دوسرا واقعہ اور معراج، نیز بیعتِ عقبہ ثانیہ کے اہم واقعات پیش آئے۔

﴿سنہ ۱۳ ؍نبوی﴾

(پہلی ہجری) ۲۶؍صفر المظفر کو قریشِ مکہ نے آپ ﷺ کے قتل کا اجتماعی منصوبہ طے کیا، ۲۷؍صفر بمطابق ۱۳؍ستمبر ۶۲۲ء کو آپ ﷺ نے ہجرت کے لیے مکہ کو الوداع کہا، ۱۲؍ربیع الاوّل کو بمطابق ۲۷؍ستمبر ۶۲۲ء بروز جمعۃ المبارک آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر کے سامنے نزولِ اجلال فرمایا۔

﴿سنہ ۲؍ہجری﴾

غزوۂ ابواء، غزوۂ بواط، غزوۂ صفوان، یا بدرِ اولیٰ، غزوۂ ذی العشر، غزوۂ بدر الکبریٰ، غزوۂ قینقاع، غزوۃ السویق اور غزوۂ بنو سلیم جیسے اہم غزوات پیش آئے، اسی سال آپ ﷺ کو قتل کرنے کی تیسری ناکام کوشش کی گئی۔

﴿سنہ ۳؍ہجری﴾

غزوۂ غطفان، غزوۂ نجران، غزوۂ اُحد، اور غزوہ حمراءُ الاسد پیش آیا، نیز حضرت حفصہؓ بنت سیدنا حضرت عمر الفاروقؓ اور حضرت زینبؓ بنت خزیمہ سے رسول اکرم ﷺ کا نکاح ہوا۔

﴿سنہ ۴؍ہجری﴾

حادثۂ رجیع اور بئر معونہ کے علاوہ بنو نضیر اور غزوۂ بدر الکبریٰ پیش آئے، نیز حضرت ام سلمہؓ بنت ابی اُمیہ سے آپ ﷺ کا نکاح ہوا، اور حضرت زینبؓ بنت خزیمہ کا انتقال ہوا۔

﴿سنہ ۵؍ہجری﴾

غزوۂ دومۃ الجندل، غزوۂ احزاب یا خندق، غزوۂ بنو قریظہ اور ام المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان (اِفک) کے واقعات پیش آئے، نیز حضرت زینب بنت جحشؓ اور حضرت جویریہؓ سے نکاح ہوا۔

﴿سنہ ٦ ؍ہجری﴾

غزوۂ غزنیین اور صلح حدیبیہ کے واقعات پیش آئے، نیز حضرت اُم حبیبہؓ رملہ بنت ابی سفیانؓ سے نکاح ہوا۔

﴿سنہ ٧ ؍ہجری﴾

بادشاہوں کو دعوتِ دین کے لیے خطوط تحریر فرمائے، غزوۂ غابہ، غزوۂ خیبر، غزوۂ وادی القریٰ پیش آئے، آپ ﷺ کو بکری کے گوشت میں زہر کھلانے کی کوشش کی گئی، حضرت صفیہؓ بنت حیی اور حضرت میمونہؓ بنت حارث سے آپ ﷺ کے نکاح ہوئے، نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ عمرۃُ القضاء ادا کیا۔

﴿سنہ ٨ ؍ہجری﴾

غزوۂ موتہ، غزوۂ فتحِ مکہ، غزوۂ حنین (ہوازن) اور غزوۂ طائف کے واقعات پیش آئے، اسی سال آپ ﷺ کے دولختِ جگر حضرت زینبؓ اور حضرت ابراہیمؓ دنیائے فانی سے رخصت ہوئے۔

﴿سنہ ٩ ؍ہجری﴾

دوسرے غیر ملکی غزوۂ تبوک کی مہم پیش آئی، زناء کا اقرار کرنے والی عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا، مختلف وفود وقبائل قبولِ اسلام کے لیے حاضر ہوئے۔

﴿سنہ ١٠ ؍ہجری﴾

حجۃ الوداع، ادا فرمایا، اسی دوران آپ ﷺ نے "وادیٔ عرنہ" میں اپنی اونٹنی "قصواء" پر کھڑے ہوکر دنیائے انسانیت کا سب سے عظیم خطاب ارشاد فرمایا، جو رہتی دنیا تک کے لیے حقوقِ انسانی کے تحفظ کا عالمی منشور ہے۔

﴿سنہ ١١ ؍ہجری﴾

٢٩؍صفر المظفر کو مرضِ وفات کا آغاز ہوا، بارہ ربیع الاوّل، بروز پیر، بوقتِ

چاشت، بہ عمر ۶۳؍سال، چار (۴) دن، روحِ پاک قفس عنصری سے پرواز کرگئی، اِنَّــا لِـلّٰـهِ وَاِنَّــا اِلَيْــهِ رَاجِعُوْنَ. اور ۱۴؍ربیع الاوّل بروز بدھ، رات کے وقت، اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے حجرۂ مبارکہ میں تدفین عمل میں آئی، آپ کی نمازِ جنازہ سب نے تنہاء تنہاء ادا کی، یعنی آپ کی اِمامتِ نمازِ جنازہ کسی نے نہیں کی۔ (شمائل النبی ﷺ: ۵۵).

يَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کا صحیح فہم عطا فرمائے، اور ہر قسم کے گناہوں اور معصیتوں سے محفوظ فرمائے اور اپنی اور اپنے حبیب پاک ﷺ کی سچی محبت واطاعت کی دولتِ عظمیٰ سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین.

بارگاہِ ایزدی میں دست بدعاء ہوں کہ الٰہی! احقر الحقیر کی یہ حقیر سی خدمت بھی اپنے لطف وکرم سے قبول فرما، اور اپنے بندوں اور بندیوں کو اس سے منتفع فرما، اور میرے لیے اور میرے اساتذہ ومشائخ اور والدین مکرمین کے حق میں اس کو ذخیرۂ آخرت وذریعۂ نجات ومغفرت بنا۔ آمین. **ولـلّٰـه الـحمد اوله وآخره .فيارب!ان كان صوابافمنک وان كان خطأ فمن تلقاء نفسي وما ابرئ نفسي.**

احقر العباد واصغرهم

محمد سلمان الخير نعيمی سهارنپوری

غفر اللّٰه ذنوبه وسترعيوبه

خادم: دارالعلوم شاہ بہلول، سہارنپور، یوپی، الہند

۷؍محرم الحرام: ۱۴۴۰ھ، مطابق: ۱۸؍ستمبر: ۲۰۱۸ء، بروز سہ شنبہ، بعد الظہر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین کرام سے ایک ضروری اپیل

قـــــارئیـــن کـــــرام! بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ حضرات ایک عرصہ سے موقع بہ موقع "**دار الـمـطـالعة**" کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والی مختلف اہم مہم مضامین پر مشتمل علمی، عملی، اصلاحی، تحقیقی فکری، اور انقلابی کتابوں سے مستفید ہوتے چلے آرہے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے ذوق وشوق کو بحال رکھتے ہوئے اس میں اضافہ فرمائے، اور "**دار المطالعة**" کو مزید سرگرم عمل رہنے کی توفیق سے مالا مال رکھے، آمین۔

ایک اہم بات آپ حضرات کے گوش گزار کرنی ہے کہ "**دار المطالعة**" کوئی تجارتی ادارہ یا کتب خانہ نہیں ہے، اور نہ ہی اس کا کوئی مستقل فنڈ یا آمدنی کا ذریعہ ہے، بس چند احباب کے صرفِ زر و بذلِ ہمت ہی سے اس کے اخراجات کی کفالت ہوتی ہے، اور وہ بھی بہت محدود مقدار میں، جس کی بنا پر ہم کئی اہم علمی سوغات اور تحقیقی کتب آپ کی خدمت میں پیش کرنے سے قاصر ہیں، لہٰذا آپ حضرات سے اپیل ہے کہ "**دار الـمـطـالعـه**" میں اپنی طرف سے اور اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کی نیت سے کتابیں شائع ہونے کے اسباب و وسائل مہیا فرما کر اور دینی کتابیں فراہم فرما کر اجر جزیل حاصل کریں۔

یا پھر ماہانہ تین سو (۳۰۰) روپئے کا ممبر اور خادم بن کر اس کارِ خیر میں ضرور حصہ داری کیجئے۔

﴿خوشخبری﴾

دارالـمـطـالعة کے منصوبات میں ایک علمی و اصلاحی ماہانہ "مجلّہ اور ماہنامہ" کی اشاعت بھی ہے، ان شاء اللہ جلد ہی اس کی اشاعت کا سلسلہ بھی عمل میں آئے گا۔

ممبر بننے اور کتابوں کی اشاعت میں معاون بننے کے لیے رابطہ کریں:

(قاری) احمد نعیمی مظاہری

نائب ناظم اعلیٰ "**دارالمطالعة**" نعیمیہ لائبریری،

خورشید منزل، متصل مسجدِ خانقاہ، بڑھا کھیڑہ کا تلہ، ضلع سہارنپور، یوپی، انڈیا

09897243116

مؤلف محترم کی اہم کتابیں

- اللآلي في أهمية الاسناد والسند العالي (مکمل عربی)
- شَمَائِلُ النَّبِي
- الدر الثمين فی اثبات عقد التسابيح والاوراد باليمين
- دَبستانِ قرآن مجيد
- دَبستانِ حديث
- تحفۂ عمرہ
- تحفۂ دُعاء
- مقالاتِ نورِ ہدايت
- وقوف النبي في القرآن الكريم
- اصلاحی مقالات
- دينی فلاحی نصاب
- تحفۂ عيد الاضحیٰ
- تحفۂ محرم الحرام





Published By

LAJNAT-UL-ULAMA
Naimiya Library, Buddha Kera Katla
Distt. Saharanpur-247001 (U.P.) INDIA
Mob. 9897243116

DAR-UL-MUTALA
Naimiya Library, Buddha Kera Katla
Distt. Saharanpur-247001 (U.P.) INDIA
Mob. 9084150312